ماهنامہ دارالعلوم، شمارہ 8، جلد: 94 شعبان-رمضان 1431 ھ مطابق اگست 2010ء

حجیت حدیث وسنت

از: حبیب الرحمن اعظمی

کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث ہمارے دین ومذہب کی اولین اساس وبنیاد ہیں، پھر ان میں کتاب الٰہی اصل اصول ہے اور احادیث رسول اس کی تبیان وتفسیر ہیں۔ خدائے علیم وخبیر کا ارشاد ہے "وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْہِمْ" (الآیة) اور ہم نے اتارا آپ کی طرف قرآن؛ تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کردیں۔

فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مقصد عظیم قرآن محکم کے معانی ومراد کا بیان اور وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرض کو اپنے قول وفعل وغیرہ سے کس طور پر پورا فرمایا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک مختصر مگر انتہائی بلیغ جملہ میں یوں بیان کیا ہے "کان خلقہ القرآن" یعنی آپ کی برگزیدہ ہستی مجسم قرآن تھی، لہٰذا اگر قرآن حجت ہے (اور بلاریب وشک حجت ہے) تو پھر اس میں بھی کوئی تردد وشبہ نہیں ہے کہ اس کا بیان بھی حجت ہوگا، آپ نے جو بھی کہا ہے، جو بھی کیا ہے، وہ حق ہے، دین ہے، ہدایت ہے، اور نیکی ہی نیکی ہے، اس لئے آپ کی زندگی جو مکمل تفسیر کلام ربانی ہے آنکھ بند کرکے قابل اتباع ہے "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" خدا کا رسول تمہارے لئے بہترین نمونہٴ عمل ہے، علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے علی وعزیز کی بارگاہ بے نہایت سے رفعت وبلندی کا وہ مقام بلند نصیب ہے کہ ساری رفعتیں اس کے آگے سرنگوں ہیں حتی کہ آپ کے چشم وابرو کے اشارے پر بغیر کسی تردد وتوقف کے اپنی مرضی سے دستبردار ہوجانا معیار ایمان واسلام ٹھہرایا گیا ہے۔ وَمَاکَان لِمُوٴمِنٍ وَلاَ مُوٴمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہ اَمْرًا ان یکون لہم الخیرة من امرہم کسی مومن مرد وعورت کو گنجائش نہیں ہے جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے تو پھر ان کے لئے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ ربّ علیم وعزیز کی ان واضح ہدایات کے بعد بھی کیا کسی کو یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال میں اپنی جانب سے تقسیم وتفریق کرے کہ یہ ہمارے لئے حجت ہے، اور یہ حجت نہیں ہے۔

نیز رسولِ خدا علیہ الصلوٰة والسلام کا ارشاد ہے:

الا انی اُوتیت الکتاب ومثلہ معہ الا یوشِکُ رجلٌ شَبعَانُ علی اریکتہ یقول: علیکم بہذا القرآن، فما وجدتم فیہ من حلال فاحلّوہ، وما وجدتم فیہ من حرام فحرّموہ، الا لایحلّ لکم الحمار الاہلی، ولا ذی ناب من السبع، ولا کل ذی مخلب من الطیر" الحدیث (رواہ ابوداوٴد فی السنن فی کتاب السنة والاطعمة)[i]

بغور سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن دیا گیا ہے، اور قرآن کے ساتھ قرآن ہی جیسی (یعنی حدیث وسنت بھی) دی گئی ہے، خبردار رہو! قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنی آراستہ سیج پر بیٹھا کہے گا، اسی قرآن کو لازم پکڑو پس جو چیز اس میں از قبیل حلال پاوٴ اسے حلال جانو، اور جو اس میں از قبیل حرام پاوٴ اسے حرام جانو، خبردار تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہی شکاری درندہ اور نہ ہی شکاری پرندہ حلال ہے (حالانکہ صراحت سے ان جانوروں کے حرام ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے)

اس حدیث سے درج ذیل امور معلوم ہوئے:

(الف) قرآن ہی کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں، (ب) قرآن کی طرح احادیث بھی احکام میں حجت ہیں، (ج) اور قرآن ہی کی طرح ان کی اتباع اور ان پر عمل لازم ہے۔

قرآن و حدیث کی ان تصریحات کے مطابق حضرات صحابہ، تابعین، محدثین، فقہائے مجتہدین اور تمام علماء اہل سنت والجماعت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور اس کی تشریعی حیثیت پر بصیرت کے ساتھ یقین رکھتے ہیں، اہل اسلام کے کسی گروہ، یا فرد نے جب کبھی بھی حدیث پاک کی اس شرعی حیثیت پر رد و قدح کی ہے تو اسے یکسر مسترد کر دیا گیا ہے۔

غرضیکہ علماء حق کا یہی جادئہ متوارثہ ہے۔ اپنے تمام اساتذہ کو بھی اسی موقف پر پایا، اور اب تک اس موضوع پر جن کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی وہ تقریباً ایک درجن سے زائد ہیں ان میں صرف فرقہ قرآنیہ کے بعض مصنّفین کی دو ایک کتابوں کے علاوہ سب میں قابل قبول قوی دلائل کے ساتھ حجیت حدیث کے مذہب منصور کا اثبات اور تائید و توثیق کی گئی ہے۔ بایں ہمہ ایک ہم عصر مشہور فاضل نے جو اپنی وسیع علمی خدمات کی بناء پر اوساط علمیہ میں اعتبار و استحسان کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اپنی ایک تحریر میں اس بارے میں میرے علم کے مطابق سب سے الگ ایک جدید نقطۂ نظر پیش کیا ہے جو انھیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ "حدیث اور سنت میں فرق (ہے) اور حجت سنت ہے حدیث نہیں" زیر نظر تحریر میں اسی نقطۂ نظر کا اپنے علم و فہم کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔ واللہ ہو الملہم الصواب والسداد، وعلیہ التکلان والاعتماد.

(الف) سنت کا لغوی معنی

۱- امام لغت مطرزی متوفی ۶۱۰ھ "لفظ سنن" کے تحت لکھتے ہیں:

"السنۃ" الطریقہ ومنہا الحدیث فی مجوس ہَجَر "سنّوا بہم سنّۃ اہل الکتاب" ای اسلکوا بہم طریقہم یعنی عاملوہم معاملۃ ہٰؤلاء فی اعطاء الامان باخذ الجزیۃ منہم. (المُغرِب، ج:۱، ص:۴۱۷)

"سنت" طریقہ کے معنی میں ہے اسی معنی میں مجوسِ ہجر کے بارے میں حدیث ہے "سنّوا بہم سنۃ اہل الکتاب" ان مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب جیسا طریقہ اختیار کرو یعنی جزیہ لے کر امن دینے کا جو معاملہ اہل کتاب کے ساتھ کرتے ہو یہی معاملہ ان مجوسیوں کے ساتھ کرو۔

۲- امام محی الدین ابوزکریا نووی متوفی ۶۷۶ھ لفظ "السنۃ" کے تحت رقمطراز ہیں:

"سنۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم أصلہا الطریقہ، وتطلق سنتہ صلی اللہ علیہ علی الأحادیث المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم، وتطلق السنۃ علی المندوب، قال جماعۃ من أصحابنا في أصول الفقہ: السنۃ، والمندوب، والتطوع، والنفل، والمرغب، والمستحب کلہا بمعنی واحد وہو ما کان فعلہ راجحاً علی ترکہ ولا اثم علی ترکہ" (تہذیب الاسماء واللغات، ج:۳، ص:۱۵۶)

سنت کا اصل معنی طریقہ ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اصطلاحاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر بولا جاتا ہے نیز سنت کا اطلاق امر مستحب پر بھی ہوتا ہے ہمارے شوافع فقہائے اصول کی ایک جماعت کا قول ہے کہ سنت، مندوب، تطوع، نفل، مرغّب، اور مستحب یہ سب الفاظ ایک معنی میں ہیں یعنی وہ فعل جس کا کرنا نہ کرنے پر راجح ہے اور اسے چھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۳- ماہر لغت ابن المنظور متوفی ۷۱۱ھ اپنی گرانقدر تصنیف "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

وقد تكرر في الحديث ذكر السنة وما تصرّف منها، والأصل فيه الطريقة، والسيرة، واذا اطلقت في الشرع فانما يراد بها ما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم ونهى عنه وندب اليه قولاً وفعلاً مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في أدلة الشرع الكتاب والسنة أي القرآن والحديث (فصل السين حرف النون، ج:۱۷، ص:۸۹)

سنت اور اس کے مشتقات کا ذکر حدیث میں بار بار آیا ہے، اس کا اصل معنی طریقہ اور چال چلن کے ہے، اور شرع میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ کام لیا جاتا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، یا جس سے منع کیا، یا جس کی اپنے قول وفعل کے ذریعہ دعوت دی جن کے بارے میں کتاب عزیز نے (صراحت) سے کچھ نہیں کہا ہے، اسی بناء پر دلائل شرعیہ (کے بیان) میں کہا جاتا ہے "الکتاب والسنۃ" یعنی "قرآن وحدیث"۔

علامہ ابن المنظور کے کلام میں "ما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم ونهى عنه" عام ہے جس میں امر وجوبی، وغیر وجوبی اور نہی تحریمی وغیر تحریمی سب داخل ہوں گی۔

۴- المعجم الوسیط مادہ سنن میں ہے:

السَّنَن' الطريقة والمثال يقال بنوا بيوتهم على سنن واحد... والسنة الطريقة والسيرة حميدة كانت او ذميمة، وسنة الله حكمه في خليقته، وسنة النبي صلى الله عليه وسلم: ماينسب اليه من قول او فعل او تقرير، "وفي الشرع" العمل المحمود في الدين مماليس فرضاًولاواجباً" (ص:۴۵۶)

سنن طریقہ اور مثال کے معنی میں ہے اسی معنی میں بولا جاتا ہے "بنوا بیوتهم على سنن واحد" یعنی اپنے گھروں کو ایک طریقہ اور ایک نمونہ پر بنایا... اور سنت بمعنی طریقہ اور طرز زندگی ہے یہ طریقہ خواہ محمود ہو یا مذموم، اور "سنت اللہ" کا معنی اللہ کا اپنی مخلوق کے متعلق فیصلہ کے ہیں، اور سنت رسول سے مراد وہ قول وفعل اور تقریر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں، اور فقہ میں یہ لفظ دین میں اس پسندیدہ عمل پر بولا جاتا ہے جو فرض واجب نہیں ہیں۔

(ب) حدیث کا لغوی معنی

۱- لسان العرب میں ہے:

الحديث نقيض القديم ... والحديث كون الشيء لم يكن، ... والحديث الجديد من الاشياء، والحديث الخبر يأتي على القليل والكثير والجمع أحاديث (ج:۲، ص:۴۳۶ و ۴۳۸ فصل الحاء حرف الثاء)

حدیث قدیم کا نقیض (یعنی مقابل مخالف) ہے، حدیث شی کا ہو جانا جو پہلے نہیں تھی، بمعنی جدید اور نئی، بمعنی خبر خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر، اور جمع احادیث ہے۔

۲- ابن سیدہ متوفی ۴۵۸ھ المخصص میں لکھتے ہیں:

الحديث الخبر، و قال سيبويه: والجمع أحاديث. (ج:۳، ص:۳۲۳)

حدیث کے معنی خبر کے ہیں اور سیبویہ نے کہا ہے کہ اس کی جمع احادیث ہے۔

۳- علامہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی متوفی ۱۱۹۱ھ کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں:

الحديث لغة ضد القديم ويستعمل في قليل الكلام وكثيره (۲۷۹)

حدیث قدیم کا ضد ہے، اور کلام قلیل و کثیر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۴- علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۳ھ لکھتے ہیں:

کل کلام یبلغ الانسانَ من جہۃ السمع اوالوحي في یقظتہ أومنامہ یقال لہ حدیث. قال عزّوجلّ: "وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حدیثًا(التحریم:۳، مفردات الفاظ القرآن، ص:۱۲۴)

ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچتا ہے کان کی جانب سے یا وحی کی جانب سے بیداری یا خواب کی حالت میں اسے حدیث کہا جاتا ہے۔ اللہ عزّوجلّ کا ارشاد ہے: واذ اسرّ النبیّ" الآیۃ اور جب کہ کہی نبی نے اپنی بعض بیوی سے ایک بات۔

علمائے لغت کی مندرجہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ "حدیث" از روئے لغت، جدید، غیر موجود کا وجود میں آجانا، خبر اور کلام یعنی بات کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

سنت و حدیث کی اس لغوی معنوی تحقیق کے بعد ان ہر دو کی اصطلاحی تعریف ملاحظہ کیجئے، جس کے تحت علمائے حدیث، علمائے اصول فقہ، اور فقہ حنفی کی الگ الگ تعریفات نقل کی جارہی ہیں؛ تاکہ مسئلہ زیر بحث میں ہر جماعت و طبقہ کی اصطلاحات سامنے رہیں اور خلط مبحث سے بچا جاسکے۔ سب سے پہلے حدیث کی تعریف محدثین کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث محدثین کی اصطلاح میں

شیخ ابوالفیض محمد بن محمد فارسی حنفی المعروف بہ فصیح ہروی متوفی ۸۳۷ھ اپنی مفید تصنیف جواہر الاصول میں حدیث کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

۱ - "الحدیث، وہو في اللغۃ ضد القدیم، ویستعمل في قلیل الکلام وکثیرہ، وفي اصطلاحہم: قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وحکایۃ فعلہ وتقریرہ والسنۃ ترادفہ عندہم" (ص:۱۰)

لغت میں حدیث قدیم کا ضد ہے، اور تھوڑی و زیادہ بات پر بھی حدیث کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و تقریر کی حکایت و بیان حدیث ہے، ان حضرات کے نزدیک سنت، حدیث کے مرادف ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ صحیح بخاری کے باب الحرص علی الحدیث کے تحت لکھتے ہیں:

۲ - "المراد بالحدیث في عرف الشرع ما یضاف الی النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکأنّہ أرید بہ مقابلۃ القرآن لأنہ قدیم" (فتح الباری، ج:۱، ص:۲۵۷)

حدیث سے مراد شرعی و دینی عرف و اصطلاح میں وہ امور ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں، "مایضاف الی النبی" میں حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس عموم کی جانب اشارہ کیا تھا، ان کے تلمیذ رشید حافظ سخاوی نے اپنی ذکر کردہ تعریف میں اسی کی تشریح و توضیح کی ہے۔ "واللہ اعلم"

۳- حافظ سخاوی متوفی ۹۰۲ھ "حدیث" کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

"الحدیث" لغۃ ضد القدیم، واصطلاحاً: ما أضیف الی النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولاً لہ أو فعلاً، أو تقریراً أو صفۃً حتی الحرکات والسکنات في الیقظۃ والمنام، فہو أعمّ من السنۃ... وکثیر اً ما یقع في کلام أہل الحدیث -ومنہم الناظم- مایدل لترادفہما" (فتح المغیث، ج:۱، ص:۹)

حدیث لغت میں حادث ونوپید کے معنی میں ہے اور اصطلاح محدثین میں حدیث وہ سب چیزیں ہیں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب ہیں (یعنی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، یا فعل، یا آپ کا کسی امر کو ثابت اور برقرار رکھنا، یا آپ کی صفات؛ حتی کہ بیداری اور نید میں آپ کی حرکت وسکون (یہ سب حدیث ہیں لہٰذا اس تعریف کی رو سے یہ سنت سے عام ہے، (جبکہ) علمائے حدیث (جن میں ناظم یعنی الفیۃ الحدیث کے مصنف حافظ عراقی متوفی ۸۰۶ھ بھی ہیں) کا کلام کثرت سے یوں واقع ہوا ہے، جو حدیث وسنت کے ترادف اور ایک ہونے کو بتارہا ہے۔

نادرۂ روزگار علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۴ھ حدیث کی تعریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۴- واختلف عباراتہم في تفسیر الحدیث، فقال بعضہم: ما أضیف الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولاً أو فعلاً أو تقریرًا، أو الی الصحابي، أو الی التابعي، وحینئذ فہو مرادف السنۃ، وکثیر امایقع في کلام الحفاظ مایدل علی الترادف. وزاد بعضہم أو صفۃ، وقیل رُویاء أیضاً بل الحرکات والسکنات النبویۃ في المنام والیقظۃ أیضاً، وعلی ہذا فہو أعم من السنۃ (ظفر الامانی مع تعلیق علامہ شیخ ابوغدہ، ص:۲۴)

حدیث کی تفسیر وتعریف میں حضرات محدثین کی عبارتیں مختلف ہیں، بعض محدثین یوں تعریف کرتے ہیں وہ قول یا فعل یا تقریر جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں یا صحابی یا تابعی کی طرف ان کی نسبت ہے (وہ حدیث ہے) اس تعریف کی رو سے حدیث، سنت کے مرادف ہوگی اور حفاظ حدیث کے بکثرت کلام وتصرفات دونوں کے مرادف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

اور بعض محدثین نے حدیث کی تعریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات، اور خوابوں کا بھی؛ بلکہ بحالت نوم یا بیداری آپ کے حرکات وسکنات کا اضافہ کیا ہے؛ لہٰذا ان کی تعریف کے لحاظ سے حدیث میں سنت کے اعتبار سے وسعت وعمومیت ہوگی۔

سنت محدثین کی اصطلاح میں

حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

۱- والمراد "بالکتاب" القرآن المتعبد بتلاوتہ، و"بالسنۃ" ماجاء عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم من أقوالہ وأفعالہ وتقریرہ وماہَمَّ بفعلہ، والسنۃ في أہل اللغۃ الطریقۃ وفي اصطلاح الأصولیین والمحدثین ماتقدم. (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج:۱۳، ص:۳۰۶)

"الکتاب" سے مراد قرآن ہے جس کی تلاوت کو عبادت گذاری ٹھہرایا گیا ہے، اور "السنۃ" سے مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال، تقریر اور وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد وارادہ فرمایا، اور سنت اصل لغت میں طریقہ کے معنی میں ہے اور علمائے اصول اور علمائے حدیث کی اصطلاح میں یہی ہے جس کا اوپر بیان ہوا۔

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرات محدثین اور اصولیین سنت کے اصطلاحی معنی میں متفق ہیں۔

۲- علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے بھی بعینہ انہی الفاظ میں سنت کی تعریف ذکر کی ہے (دیکھئے عمدۃ القاری، ج:۲۵، ص:۲۳ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی ابتدائی سطور)

۳- حافظ السخاوی متوفی ۹۰۲ھ نے اپنی نہایت مفید ومحققانہ تصنیف "فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث للعراقي" میں سنت کی تعریف یہ کی ہے "السنن المضافۃ للنبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولاًلہ أو فعلاً أو تقریرًا، وکذا وصفًا وأیامًا" (ج:۱، ص:۱۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب قول، فعل، تقریر، نیز آپ کی صفات وایام سنت ہیں۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے سنت کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ سے متعلق تاریخ وواقعات کو بھی شامل کیا ہے، الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ انھوں نے یہی تعریف حدیث کی بھی کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث وسنت ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔

حدیث وسنت کو ایک معنی میں استعمال کی چند مثالیں

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات نے صراحت کی ہے کہ ائمہ حدیث کے کلام اور تصرفات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث وسنت ایک ہی حقیقت کے دونام ہیں، یعنی ان میں باہم نسبت تساوی کی ہے، تباین یا عام، خاص کی نسبت نہیں، ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

۱- امام ابوداوٗد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ اہلِ مکہ کے نام اپنے مشہور رسالہ ومکتوب میں اپنی سنن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فان ذُکر لک عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم سُنّۃ لیس مما خرّجتہ فاعلم أنہ حدیث واہٍ" (رسالۃ الامام ابوداوٗد السجستانی الی اہل مکۃ فی وصف سننہ مع تعلیق شیخ عبد الفتاح ابوغدہ، ص:۳۴)

"اگر تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کوئی سنت ذکر کی جائے، جس کی تخریج میں نے (اس کتاب میں) نہیں کی ہے تو جان لو کہ یہ حدیث ضعیف ہے"

امام ابوداوٗد کی اس عبارت میں سنت وحدیث کا مرادف وہم معنی ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۲- امام حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی متوفی ۵۸۴ھ ناسخ ومنسوخ کے موضوع پر اپنی نہایت مفید کتاب "الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار" میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

فہذا کتاب أذکر فیہا ما انتہیت الی معرفتہ من ناسخ حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومنسوخہ (خطبۃ الکتاب، ص:۳) اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ناسخ ومنسوخ حدیثوں کا ذکر کروں گا، جن کی معرفت تک میں پہنچ سکا ہوں، اسی خطبہ کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

وانما أوردنا نبذۃ منہا لیعلم شدۃ اعتناء الصحابۃ بمعرفۃ الناسخ والمنسوخ في کتاب اللّٰہ وسنۃ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ اذ شأنہما واحدۃ"(ص:۵)

میں نے یہ چند روایتیں پیش کی ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ قرآن وسنت میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت کا صحابۂ کرام کو کس درجہ اہتمام تھا کیونکہ دونوں کی صفت (وجوب عمل میں) ایک ہے۔ پہلی عبارت میں حدیث ناسخ ومنسوخ کا اور دوسری عبارت میں ناسخ ومنسوخ سنت کا لفظ استعمال کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام حازمی حدیث وسنت کو ایک معنی میں لیتے ہیں۔

۳- سنت کی لغوی تحقیق میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت تہذیب الأسماء والصفات کے حوالہ سے اوپر ذکر کی جاچکی ہے۔

وتطلق سنتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الأحادیث المرویۃ عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

اور سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر ہوتا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے سنت وحدیث کا ایک ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۴- شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث وخبر کے درمیان فرق کے قول کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن ثم قيل لمن يشتغل بالتواريخ وماشاكلها الأخباري، ولمن يشتغل بالسنة النبوية المحدث، وقيل بينهما عموم وخصوص مطلقاًفكل حديث خبر من غير عكس (نزہۃ النظر مع نور القمر، ص:۲۷)

اسی فرق کی بناءپر جو شخص تاریخ یا تاریخ جیسے امور میں اشتغال رکھتا ہے اسے اخباری (مورخ) کہا جاتا ہے اور جو سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مشغول رہتا ہے اسے محدث کہا جاتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ خبر و حدیث میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ لہٰذا ہر حدیث خبر ہے اور ہر خبر حدیث نہیں ہے۔ اس عبارت میں ایک جگہ سنت اور دوسری جگہ حدیث کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک دونوں ایک ہیں۔ بغرض اختصار صرف چار مثالوں پر اکتفاء کیا گیا ورنہ علمائے حدیث کے کلام سے دونوں کے مترادف ہونے کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

عام طور پر متأخرین محدثین حدیث و سنت کی اوپر مذکور یہی تعریف کرتے ہیں، اور اپنے کلام میں عام طور پر دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہو چکا ہے۔

ایک قدیم اصطلاح: علامہ محمد بن جعفر کتّانی متوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہور اور نہایت مفید تصنیف "الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ" میں کتب سنن کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"ومنها كتب تعرف بالسنن وهي في اصطلاحهم الكتب المرتبة على الأبواب الفقهية من الايمان والطهارة والزكاة الى آخرها وليس فيها شيء من الموقوف لأن الموقوف لايسمّٰى في اصطلاحهم سنة ويسمى حديثاً" (ص:۲۹)

اور ان کتب حدیث میں بعض وہ ہیں جو سنن سے معروف ہیں اور سنن ان کی اصطلاح میں ابواب فقہیہ پر مرتب کتابیں ہیں یعنی ایمان، طہارت، صلاۃ، زکوٰۃ الی آخرہ یعنی اسی ترتیب پر پوری کتاب مرتب ہوتی ہے۔ اور سنن کی کتابوں میں موقوف روایتیں نہیں ہیں؛ کیونکہ ان کی اصطلاح میں موقوف کو سنت نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ حدیث کہا جاتا ہے۔

سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے بھی اس اصطلاح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

السلف أطلقوا الحديث على أقوال الصحابة والتابعين لهم باحسان وآثارهم وفتاواهم (خلاصہ، ص:۳۳) ملا علی کی شرح شرح نخبۃ الفکر کے صفحہ ۱۵۳ پر "خبر، حدیث اور اثر" کے بیان میں کتاب کے محقق نے خلاصہ کی یہ عبارت اپنی تعلیق میں نقل کی ہے)

ائمہ سلف نے "حدیث" کا اطلاق صحابہ اور تابعین کے اقوال، آثار اور ان کے فتاویٰ پر کیا ہے۔

غالباً اسی اصطلاح کے مطابق امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی علوم میں جامعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

الناس على وجوه، فمنهم من هو امام في السنة وامام في الحديث، ومنهم من هو امام في السنة وليس بامام في الحديث، ومنهم من هو امام في الحديث ليس بامام في السنة، فأمّا من هو امام في السنة وامام في الحديث فسفيان الثوري (تقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، ص:۱۱۸)

علماء متعدد صفات کے حامل ہیں، ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں بھی امام ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو سنت میں امام ہیں اور حدیث میں امام نہیں ہیں، اور ان میں بعض وہ ہیں جو حدیث میں امام ہیں سنت میں امام نہیں ہیں تو جو سنت اور حدیث دونوں میں امام ہیں وہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یعنی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ احادیث مرفوعہ اور صحابہ و تابعین سے منقول آثار اور فتاویٰ سب میں امام و پیشوا تھے۔

متقدمین ائمہ حدیث کی سنت و حدیث کے بارے میں فرق کی یہ ایک اصطلاح تھی؛ لیکن متأخرین کے یہاں اس اصطلاح کا استعمال نہیں ہے۔ متقدمین ائمہ حدیث اگرچہ سنت وحدیث کے درمیان اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں؛ لیکن عام طور پر وہ شریعت میں صحابہ کے قول کو بھی حجت مانتے ہیں؛ اس لئے اس اصطلاحی فرق سے ان کی حجیت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

ایک اور اصطلاح: بہت سے اصولیین اور بعض محدثین بھی سنت وحدیث میں اصطلاحی طور پر یہ فرق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور طریق صحابہ سب پر سنت کا لفظ بولتے ہیں، اور حدیث وخبر کا اطلاق صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر کرتے ہیں۔ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھتے ہیں:

ذکر ابن مَلَک في "شرح منار الأصول" اَنّ سنة تطلق علی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفعله، وسکوته وطریقة الصحابة، والحدیث والخبر مختصان بالأول.

سنت کا اطلاق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، سکوت، اور طریقۂ صحابہ پر کیا جاتا ہے اور حدیث وخبر پہلے (یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خاص ہیں۔ (ظفر الامانی، ص:۲۴-۲۵)

محقق علاءالدین عبدالعزیز بخاری متوفی ۷۳۰ھ اصول بزدوی کی عبارت "تمسکاً بالسنة والحدیث" کے تحت لکھتے ہیں:

السنة أعم من الحدیث لانها تتناول الفعل والقول، والحدیث مختص بالقول" الخ (کشف الاسرار، ج:۱، ص:۵۹)

"سنت"، "حدیث" سے عام ہے کیونکہ سنت فعل وقول (سب کو) شامل ہے اور حدیث قول کے ساتھ خاص ہے۔ یہی تفصیل تلویح اور عضدی میں بھی ہے۔

لفظ سنت وحدیث کے درمیان استعمال کا یہ فرق بھی بس اصطلاح ہی کی حد تک ہے، جس سے ان کی حجیت قطعاً متاثر نہیں ہوگی؛ کیونکہ جو حضرات سنت کو عام معنی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے معنی میں لیتے ہیں وہ تو اسے حجت مانتے ہی ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو حدیث سے تعبیر کرتے ہیں اور سنت کا اطلاق اس پر نہیں کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث قولی کو حجت قرار دیتے ہیں۔

سنت علمائے اصول کی اصطلاح میں

علمائے اصول جن کا موضوع احکام شرعی کے اصول وآخذ کا بیان، اور کتاب وسنت کے نصوص سے اخذ معانی وغیرہ کے قواعد وضوابط کی تنقیح وتدوین ہے، جب وہ اپنے موضوع کے مطابق فقہی احکام کے دوسرے مصدر وآخذ کی حیثیت سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو اپنے فن کے تحت سنت کی تعریف بھی بیان کرتے ہیں بطور نمونہ اصول فقہ کی مستند ومعروف چند کتابوں سے یہ تعریف نقل کی جارہی ہے۔

۱- قاضی بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ "منہاج الوصول الی علم الأصول" میں لکھتے ہیں:

الکتاب الثاني في السنة: وهو قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او فعله الخ.

کتاب ثانی سنت کے بیان میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ہے۔

شیخ جمال الدین اسنوی متوفی ۷۷۲ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

أقول: السنة لغة هي العادة والطریقة قال اللہ تعالیٰ: "قد خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا في الأَرضِ" ای طرق، وفي الاصطلاح تطلق علی مایقابل الفرض من العبادات، وعلی ماصدر من النبي صلی اللہ علیہ وسلم من الأفعال أو الأقوال لیست للاعجاز وهذا هو المراد ههنا، ولما کان التقریر عبارة من الکف

عن الانکار والکف فعل کما تقدم استغنی المصنف عنہ بہ أی عن التقریر بالفعل" (نہایۃ السول في شرح منہاج الوصول الی علم الأصول علی الہامش التقریر والحبیر، ج:۲، ص:۵۲)

میں کہتا ہوں کہ سنت لغت میں عادت اور طریقہ کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قد خلت الخ یعنی تحقیق کہ تم سے پہلے طریقے گذر چکے ہیں، لہٰذا زمین میں گھوم پھر (کر انہیں دیکھ لو) (آیت میں مذکور لفظ سُنَن بمعنی) طریقے ہے، اور اصطلاح میں (۱) ان عبادتوں پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے جو فرض کے مقابل ہیں، (۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ان افعال واقوال پر ہوتا ہے جو (صراحتاً) قرآن میں نہیں ہیں، اور اس جگہ یہی دوسرا اصطلاحی معنی مراد ہے، اور جب انکار سے رکنے کو تقریر سے تعبیر کیا جاتا ہے تو "کف" یعنی رکنا (ایک) فعل ہے اس لئے قول کے ساتھ فعل کے ذکر کے بعد تقریر کے ذکر کی مصنف نے ضرورت نہیں سمجھی۔

۲- امام ابواسحاق الشاطبی متوفی ۷۹۰ھ لکھتے ہیں:

ویطلق لفظ السنۃ علی ماجاء منقولا عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی الخصوص بمالم ینص علیہ في الکتاب العزیز بل انما نص علیہ من جہتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان بیاناًلمافي الکتاب؛ أولاً، ویطلق أیضاًفي مقابلۃ البدعۃ، فیقال:"فلان علی سنۃ اذا عمل علی وفق ما عمل علیہ النبي صلی اللہ علیہ وسلم، کان ذلک مما نص علیہ في الکتاب أولاً، ویقال: فلان علی بدعۃ"اذا عمل علی خلاف ذلک، وکأن ہذا الاطلاق انما اعتبر فیہ عمل صاحب الشریعۃ فأطلق علیہ لفظ السنۃ من تلک الجہۃ، وان کان العمل بمقتضی الکتاب.

ویطلق أیضالفظ السنۃ علی ما عمل علیہ الصحابۃ وجد ذلک في الکتاب أو السنۃ أولم یوجد لکونہ اتباعاًلسنۃ ثبتت عندہم لم تنقل الینا، أو اجتہاداً مجتمعاً علیہ منہم أو من خلفائہم ... واذا جمع ماتقدم تحصل منہ في الاطلاق أربعۃ أوجہ، قولہ علیہ الصلاۃ والسلام، وفعلہ، واقرارہ- وکل ذلک اما متلقی بالوحی أو بالاجتہاد، وہذہ ثلاثۃ، والرابع ماجاء عن الصحابۃ أوالخلفاء. (الموافقات، ج:۴، ص:۳ تا ۶)

اور لفظ سنت ان امور پر بولا جاتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر آئے ہیں بالخصوص وہ امور جو قرآن مجید میں منصوص نہیں ہیں؛ بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی جانب سے مذکور ہیں، پھر وہ امور قرآن کی مراد کا بیان و تفسیر ہوں، یا ایسے نہ ہوں۔

اور سنت کا لفظ بدعت کے مقابلہ میں بھی بولا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں سنت پر ہے؛ جبکہ اس کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہو، خواہ یہ عمل ان اعمال میں سے ہو جن کی قرآن میں صراحت کی گئی ہے، یا ایسا نہ ہو، اور کہا جاتا ہے فلاں بدعت پر ہے؛ جبکہ اس کا وہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق نہ ہو، گویا اس اطلاق میں صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عمل کا اعتبار کیا گیا ہے، اور اسی لحاظ سے اس پر سنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ عمل بتقاضائے کتاب الٰہی ہو۔

نیز لفظ سنت کا اطلاق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے عمل پر بھی ہوتا ہے قرآن وحدیث میں اس کے وجود سے ہم واقف ہوں یا نہ ہوں؛ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا یہ عمل یا تو سنت کی اتباع میں ہوگا جو ان کے نزدیک ثابت تھی اور ہم تک نہیں پہنچی یا ان کے اجماعی اجتہاد یا خلفاء کے اجتہاد کی بناء پر ہوگا ... ان مذکورہ صورتوں کو جمع کیا جائے تو سنت کے اطلاق کی چار صورتیں نکلیں گی: (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، (۲) آپ کا فعل، (۳) آپ کا اقرار واثبات اور یہ سب یا تو وحی سے حاصل شدہ ہوں گی یا اجتہاد سے یہ تین قسمیں ہوئیں، (۴) اور چوتھی قسم صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین یا خلفاء رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ثابت شدہ امور ہیں۔

محقق ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ نے اصول فقہ میں اپنی مشہور و کثیر الفائدہ تصنیف "التحریر" میں سنت کی تعریف یہ کی ہے: "وفي الاصول قوله علیہ السلام وفعله و تقریرہ وفي فقہ الحنفیۃ: ماواظب علی فعله مع ترک بلا عذر لیلزم کونه بلا وجوب، ومالم یواظبه مندوب و مستحب" (التقریر والتحبیر شرح التحریر، ج:۲،ص:۲۲۳)

سنت اصول فقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں، اور فقہ حنفی میں جس فعل پر آپ نے مواظبت فرمائی ہے بغیر عذر کے کبھی کبھار ترک کے ساتھ (ترک بلا عذر کی قید اس لئے ہے) تا کہ لازم ہو جائے کہ اس فعل پر ہیشگی بطور وجوب کے نہیں تھی (کیونکہ بلا عذر ترکِ فعل کی واجب میں رخصت واجازت نہیں)

اس تعریف کا صاف مطلب یہ ہے کہ فقہائے اصول جب فقہ کے ادلۂ اربعہ کے ضمن میں سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کرتے ہیں تو یہی سنت ان کے نزدیک مسائل کے لئے دلیل و حجت ہوتی ہے اور عبادات کے مراتب کی تعیین کے وقت بالخصوص فقہائے احناف فرض وواجب کے بعد اور نفل سے پہلے جب لفظ سنت کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تعریف ماواظب علی فعله الخ یا الطریقۃ المسلوکہ في الدین سے کرتے ہیں تو اس سنت کا ان کے نزدیک احکام شرعی کی حجت و دلیل ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو اس حکم شرعی کا عرفی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مع المواظبۃ بترک ما سے ثابت ہوا ہے۔

سنت کی اصولی و فقہی یہی تعریفیں قدیم وجدید سب مصنّفین اپنی اصول فقہ کی کتابوں میں بیان کرتے ہیں، ان سب کے ذکر میں تکرار محض اور طوالت ہے؛ اس لئے بطور نمونہ تین ماہر فن علماء کی تحریروں پر اکتفا کیا جارہا ہے، جن میں پہلے شافعی دوسرے مالکی اور تیسرے حنفی ہیں۔

([i]) یہ حدیث بہت سی کتب حدیث میں بایں الفاظ مروی ہے:

عن المقدام بن معدی کرب الکندی، اَنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرّم اشیاء یوم خیبر: الحمارَ وغیرہ ثم قال: یوشک الرجل متکئاً علی اریکتہ یُحدَّث بحدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب اللّٰہ ما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ، الا وان ما حرّم رسول اللّٰہ فہو مثل ما حرّم اللّٰہ (سنن الدارمی باب السنة قاضیة علی کتاب الله ج:۱، ص:۱۵۲)